۱۲

سچے رہنما

امام علی نقی علیہ السلام

مُرتّب

کاظم علی گجراتی

جامعہ تعلیماتِ اسلامی، پاکستان۔ پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد بن فرج کہتے ہیں کہ امام محمد تقی جوادؑ نے مجھے اپنے ہاں بُلا کر کہا: اے محمد! شہر میں ایک قافلہ آیا ہے۔ اس قافلے میں ایک سوداگر ہے جو کنیزیں لایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک کنیز کی نشانیاں مجھے بتائیں۔ پھر مجھے ساٹھ دینار دے کر بھیجا کہ میں اس کو خرید لاؤں۔ میں اس سوداگر کے پاس گیا اور وہ کنیز خرید کر لے آیا۔ یہ کنیز بی بی سمانہ تھیں جو بعد میں ہمارے دسویں امام علی نقی ہادیؑ کی ماں بنیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنی زندگی میں بہت سی بنجر زمینوں کو آباد کیا تھا۔ ایک ایسی ہی زمین مدینہ کے قریب بھی تھی۔ جس میں بہت سے باغ اور کھیت تھے۔ بعد میں لوگ وہاں رہنے سہنے لگے اور 'صریا' نام کا ایک گاؤں آباد ہوگیا۔

امام موسیٰ کاظمؑ اور امام علی رضاؑ کی طرح امام محمد تقی جوادؑ بھی 'صریا' کے باغوں اور کھیتوں کی رونق بڑھانے کی کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی بیوی 'بی بی سمانہ' کو وہیں بسا دیا تھا۔ اسی گاؤں میں ۲ رجب ۲۱۲ھ کو خدا نے بی بی سمانہ کو ایک چاند سا بیٹا دیا۔ امام محمد تقیؑ نے اپنے اس بیٹے کا نام 'علیؑ' رکھا۔ یہی ہمارے دسویں امام ہیں۔ آپ کا لقب نقی ـــــ ہادی اور کُنیت ابوالحسن[1] ہے۔ اس کتاب میں ہم ان کو امام ہادیؑ کے نام سے یاد کریں گے۔

امام ہادیؑ اپنی والدہ بی بی سمانہ کے ساتھ صریا گاؤں ہی میں رہتے تھے۔ آپ کے والد امام محمد تقیؑ وہاں آتے اور آپ کو خدا کی دی ہوئی برکت سے مالا مال کرتے تھے۔ اسی طرح دن گزرتے رہے اور آپ چھ سال کے ہوگئے۔ تب خلیفہ مامون مر گیا اور ۲۱۸ھ میں معتصم خلیفہ بن بیٹھا۔

آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ مسلمانوں کے خلیفے اہلبیتؑ سے دشمنی رکھتے تھے۔ کیا یہ حیران کر دینے والی بات نہیں؟ کہ وہ جو ملک خزانے اور لشکر کے مالک تھے، وہ ان اماموں کے دشمن تھے، جن کے پاس ملک، خزانہ اور لشکر نہ تھا۔ آخر اس دشمنی کی وجہ کیا تھی؟ اس کی وجہ یہ

[1] مذہبی کتابوں میں امام علی مرتضیٰؑ کو ابوالحسن اوّل، امام محمد تقیؑ کو ابوالحسن ثانی اور امام علی نقیؑ کو ابوالحسن ثالث کہا گیا ہے۔

تھی کہ وہ خلیفے یہ جانتے تھے کہ اسلام کے سچّے رہنما اور مسلمانوں کے اعلیٰ حاکم یہی امام ہیں۔ اس لیے ان کو یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ ہو گئے تو ہماری حکومت جاتی رہے گی۔

یہی بات تھی کہ جب مُعتصم خلیفہ بنا تو وہ امام محمد تقی جوادؑ کے علم اور پاکیزگی کا چرچا سن کر آپ کی جان کے پیچھے پڑ گیا۔ اس نے مدینہ کے گورنر عبدالملک کو لکھا کہ وہ امام کو بغداد بھیج دے۔ جس نے آپ کو اور آپ کی بیوی اُمُّ الفضل کو وہاں روانہ کر دیا۔ اس طرح امام ہادیؑ اپنی والدہ بی بی سمانہ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہ گئے۔

اسماعیل بن مہران نے کہا ہے کہ امام محمد تقیؑ پہلی بار مدینہ سے بغداد جانے لگے تو میں نے عرض کی: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ کے اس سفر کے بارے میں پریشان ہوں۔ اس لیے آپ مجھے بتا دیجیے کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا؟ آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولے: اس سال میں میرے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پھر جب مُعتصم نے آپ کو بغداد بُلوایا تو میں نے اپنا پہلا سوال دُہرایا۔ اس پر امام رو پڑے اور آپ کی داڑھی آنسوؤں سے بھیگ گئی۔ تب آپ نے فرمایا: ہاں! اس سفر میں میرے لیے خطرہ ہے۔ میرے بعد امامت میرے بیٹے علی نقیؑ (ہادیؑ)

کی خبر مدینہ پہنچی تو وہ لوگ حیران رہ گئے۔ اس لیے کہ خبر لانے والے نے امامؑ کی شہادت کا جو دن اور وقت بتایا، وہ وہی تھا جو کئی دن پہلے وہ امام ہادیؑ کی زبان سے سن چکے تھے۔

امام ہادیؑ نے آٹھ سال کی عمر میں اِمامت کا بھاری بوجھ اپنے کندھوں پر اُٹھایا۔ اس سے پہلے آپ کے والد، امام محمد تقی جوادؑ نے بھی اتنی ہی عمر میں امامت کا مرتبہ پایا تھا۔ نبوت کی طرح امامت بھی خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اس میں عُمر کا کم یا زیادہ ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ جیسا کہ خدا نے حضرت یحییٰؑ کو بچپنے میں ہی نبوّت کی عِزّت بخش دی تھی۔ اس لیے امام ہادیؑ کا آٹھ سال کی عمر میں امام ہونا کوئی تعجّب کی بات نہیں ہے۔

خلیفہ مُعتصم نے امام ہادیؑ کو دوسرے بچّوں جیسا ایک بچّہ سمجھ کر یہ چاہا کہ ان کو اپنی مرضی کی تعلیم دلائے۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح وہ امامؑ کو عباسیوں کی حکومت کا مددگار بنا لے گا۔ پھر یہ ہوگا کہ اس امامت کے ساتھ شیعہ جماعت بھی ختم ہو کر رہ جائے گی۔

خلیفہ نے اپنی اِس سوچ پر سچ مُچ عمل بھی کیا۔

اس نے عمر بن خرج کو مدینہ بھیجا، تاکہ وہ امام ہادیؑ کو کسی استاد کے سپرد کر آئے۔ اس نے حکومت کے طرفدار ایک معلّم 'جنیدی' کو صریا پہنچا دیا۔ وہاں لوگوں کے سامنے بہانہ بنایا کہ یہ معلّم اس گاؤں کے بچوں کو پڑھانے کے لیے آیا ہے۔ وہ معلّم صریا گاؤں کے بچوں کے ساتھ —— امام ہادیؑ کو بھی بٹھا لیتا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک دن وہ بچّوں کا امتحان لینے لگا۔ اس وقت وہاں بہت سے لوگ جمع تھے۔ تب اس معلّم نے امام ہادیؑ سے کہا:

اے علیؑ بن محمدؑ! جو کچھ میں نے آپ کو پڑھایا ہے، اسے دُہرائیں۔ تاکہ یہ پتا چلے کہ آپ نے کیا سیکھا ہے۔

امام ہادیؑ نے فرمایا: پڑھانے اور سکھانے کی بات کو ایک طرف رہنے دو۔ ہاں! تم جہاں سے چاہو مجھ سے قرآن سن لو!

معلّم جنیدی بولا: اچھا! آپ قرآن کی کوئی بڑی سورت سنائیں۔

تب امامؑ نے بڑے پیارے طریقے سے ایک بڑی سورت کی تلاوت فرمائی۔ اس پر مارے حیرت کے جنیدی کا مُنہ کھُلے کا کھُلا رہ گیا۔

وہ بولا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اہلِ بیتؑ وہ لوگ ہیں

جن کے سینے بچپن ہی میں عِلم سے بھرے ہوتے ہیں۔اسی طرح دوسرے لوگ بھی امام ہادیؑ کے عِلم اور بڑائی کو جان گئے۔ ان کو یہ بھی پتا چل گیا کہ امامؑ نے یہ عِلم کسی اُستاد سے نہیں سیکھا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کا استاد تو بس خدا ہی تھا جس نے ان کو لوگوں کا سچّا رہنما بناکر بھیجا تھا۔ کیا یہ افسوس کی بات نہیں ؟ کہ خلیفہ اور اس کے درباری صرف اپنی حکومت اور عہدوں کے لیے امامؑ کے دشمن بن گئے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ہم امام ہادیؑ کے آگے جھک گئے تو عام لوگ ہمیں چھوڑ کر ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ پھر ہماری حکومت اور عہُدے ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔

خلیفہ مُعتصم نے امام ہادیؑ کے گاؤں صریا (مدینہ) پر پہرہ لگا رکھا تھا۔ اس کے بعد وہ رُوم کے بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے میں لگ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کو بغداد میں اپنے بھائی بند عبّاسیوں سے بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اس لیے اسے امام ہادیؑ پر کوئی اور سختی کرنے کا موقع نہ ملا۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ امامؑ کی چھوٹی عُمر کو دیکھ کر ان سے نہ اُلجھا ہو۔ اسی طرح کئی سال گزد گئے اور پھر ۲۲۷ھ میں مُعتصم مرگیا۔ تب اس کا بیٹا واثق مسلمانوں

کا خلیفہ بن گیا۔ اس وقت امام ہادیؑ کی عمر ۱۵ سال تھی۔

خلیفہ واثق عیش کا بندہ تھا اور شراب کباب میں لگا رہتا تھا۔ پھر بھی اس نے پہلے خلیفاؤں کی طرح علویوں پر ظلم نہ کیا۔ اس لیے وہ لوگ سامرا میں آکر آباد ہو گئے۔ اسی طرح اس نے امام ہادیؑ کو بھی کچھ زیادہ پریشان نہیں کیا۔ پر وہ بھی لوگوں کو امامؑ کے پاس جانے نہ دیتا تھا۔ اِدھر واثق کے ایک وزیر 'زیات' نے ایک کال کوٹھری بنا رکھی تھی۔ جس میں ہر طرف لوہے کی نوکیلی سیخیں اور سلاخیں لگی تھیں۔ وہ بعض لوگوں کو اس میں ڈال دیتا تھا۔ جہاں ان کو بڑی ہی بے رحمی سے مارا پیٹا جاتا تھا۔ ایک طرف تو انھیں وہ لوہے کی سیخیں چھیدے ڈالتی تھیں۔ پھر اُوپر سے مار جو پڑتی تھی تو بے چارے تڑپ تڑپ کر مر جاتے تھے۔

اسی طرح دن گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ ۲۳۲ھ میں واثق موت کا نوالہ بن گیا اور اس کا بھائی متوکّل خلیفہ بن گیا۔ اس وقت تک امام ہادیؑ بیس سال کے جوان ہو گئے تھے۔

یزید کے بعد اہلِ بیتؑ کا سب سے بڑا اور سب سے بُرا دشمن متوکّل ہی تھا۔ امام ہادیؑ کو ۱۴ سال تک اِسی ظالم کی حکومت میں رہنا پڑا۔ وہ سرکاری خزانہ جو

مسلمانوں کی حالت کو سدھارنے کے لیے تھا۔ متوکّل اس خزانے کو بڑی بڑی عمارتیں بنانے پر خرچ کرتا تھا۔ اُدھر —— مدینہ میں علویوں کی زندگی بڑی تنگی سے گزر رہی تھی۔ یہاں تک کہ ان کی کئی بیبیوں کے پاس ڈھنگ کا لباس بھی نہ تھا۔ اس لیے وہ ایک جوڑا باری باری سے پہن کر نماز ادا کرتی تھیں۔

متوکّل کو امام علی علیہ السلام کی ذات سے بڑی ضد تھی۔ اس نے اپنے جیسے بہت سے علیؑ کے دشمنوں کو اپنے دربار میں اکٹھے کر رکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک مسخرا بھی رکھا ہوا تھا۔ جو بھرے دربار میں امام علی مرتضیٰؑ کی نقلیں اتارتا تھا۔ اس پر خود متوکّل بھی ٹھٹھے اڑاتا اور دوسرے بھی اس کا ساتھ دیتے تھے۔ وہ یہ بُرا عمل اس لیے کرتا تھا کہ علویوں اور امام ہادیؑ کی عزّت لوگوں میں کم ہو جائے۔ تاکہ وہ ان کی طرف ہوکر اس کی ظالم حکومت کے خلاف اُٹھ نہ کھڑے ہوں۔ پھر جب امام ہادیؑ کو مدینہ میں متوکّل کی اس بدتمیزی کی اطلاع ملتی ہوگی، خدا ہی جانتا ہے کہ اس وقت آپ کو کتنا دکھ پہنچتا تھا۔

متوکّل کو امام حسین علیہ السلام سے بھی بڑی چڑ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ ان کا پاک روضہ آج بھی لوگوں کو ظلم اور ظالموں کے خلاف اٹھنے کی یاد دلاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے مسلمانوں کو آپ کے روضے کی زیارت

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

خلیفہ آپ کی شان کو پہچانتا ہے، آپ سے رشتہ داری کا لحاظ کرتا ہے اور آپ کے حق کو جانتا ہے۔ اس نے عبداللہ بن محمد کو مدینہ کی گورنری سے اس لیے ہٹا دیا ہے کہ اس نے آپ کی بے ادبی کی اور آپ کے بارے میں جھوٹی باتیں لکھی ہیں۔ خلیفہ کو علم ہے کہ آپ اپنے قول اور عمل میں سچے ہیں۔ اس لیے آپ پر ایسی کوئی بات نہیں آتی۔ اب محمد بن فضل کو مدینہ کا نیا گورنر بنایا گیا ہے۔ خلیفہ نے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کا ادب کرے اور آپ کی رائے پر چلے۔

اس کے ساتھ ہی خلیفہ آپ کو دیکھنے کا شوق بھی رکھتا ہے۔ اگر آپ بھی اس سے ملنا اور اس کے نزدیک رہنا چاہتے ہوں تو کسی بھی وقت اپنے گھر والوں اور اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آجائیں۔ مدینہ سے چلنا، اپنے چلنے کا راستا پسند کرنا اور راستے میں کہیں رکنا، یہ آپ کی مرضی پر ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو خلیفہ اپنے فوجی افسر یحییٰ بن ہرثمہ کو کچھ سپاہی دے کر بھیج دے۔ اس کو حکم ہوگا کہ وہ آپ کے ساتھ رہے اور آپ کے کہنے پر عمل کرے۔ ہاں، آپ خدا سے خیر کی دعا کریں، تاکہ خلیفہ سے آپ کی جلد ملاقات ہو۔ اس کو اپنے

گھرانے میں کوئی بھی آپ سے بڑھ کر اچھا نہیں لگتا۔

والسلام

اس خط میں بڑی نرم زبان سے بات کی گئی۔ اس طرح حیلے بہانے سے کام لے کر مُتوکّل نے امام ہادیؑ کو سامرا بلوا لیا۔ اصل میں وہ آپ کو اپنی نظر تلے رکھنا چاہتا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کا آپ کے پاس آنا جانا بند کر دے۔

امام ہادیؑ نے جب یہ خط دیکھا تو سمجھ گئے کہ اب مدینہ چھوڑنا ہی پڑے گا۔ آپ خوب جانتے تھے کہ ان محبّت بھرے لفظوں میں جلاوطنی کی بات کی گئی ہے۔ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ انکار کریں تو پھر قیدی بن کر جانا ہوگا۔ بعد میں یحییٰ بن ہرثمہ بھی مدینہ آ پہنچا۔ تب آپ مدینہ کے لوگوں کو روتا چھوڑ کر اس کے ساتھ سامرا چل دیے۔ آپ کے ساتھ آپ کے سب گھر والے بھی تھے۔ جن میں آپ کے بیٹے ابو محمد حسن عسکریؑ بھی شامل تھے۔ جو آپ کے بعد اُمّت کے گیارھویں امام ہونے والے تھے۔

امام ہادیؑ ظاہر میں بڑی شان سے چلے جا رہے تھے۔ خلیفہ کا درباری یحییٰ بن ہرثمہ تین سو سپاہیوں سمیت آپ کے جلَو میں تھا۔ آپ اس کو جو بھی حکم دیتے وہ اس پر عمل کرتا تھا۔ راستے میں جس جس شہر

اور بستی سے آپ گزرتے، وہاں کے لوگ آپ کو سلام کرنے آتے۔ پھر وہ ابن ہرثمہ سے کہتے: تم نے جو کچھ کیا ہے یہ کوئی عام سی بات نہیں ہے۔ سن رکھو کہ اگر امام ہادیؑ کو کچھ ہوا تو اس کا بوجھ تمہاری گردن پر ہوگا۔

جب امام سامراء پہنچے تو پہلے ہی دن متوکّل کی بدنیّتی ظاہر ہو گئی۔ اس کو آپ کے آنے کی خبر دی گئی تو نہ وہ آپ کو لینے آیا، نہ آپ کو اپنے پاس بلوایا۔ اگر کچھ کیا تو یہ کہ امام ہادیؑ کو شہر سے باہر بھکاریوں کی کٹڑی میں اتارے جانے کا حکم دیا۔ اس طرح وہ امامؑ کو لوگوں کی نظروں سے گرانا چاہتا تھا۔ پھر وہی ہوا اور آپ تین دن تک اسی کوڑے کباڑ سے اَٹے ہوئے ویرانے میں رہے۔

صالح بن سعید کہتے ہیں: جس دن امام ہادیؑ سامراء آئے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں، یہ ظالم آپ کے نور کو بجھا دینا چاہتا ہے۔ اس نے آپ کے حق میں کیسی بے ادبی کی ہے۔ وہ یہ کہ آپ کو اس بھکاریوں کی کٹڑی میں اُتارا ہے۔

امام ہادیؑ نے اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اے صالح بن سعید! ذرا دیکھو تو سہی! میں نے

دیکھا تو وہاں ہرے بھرے باغ تھے، ان میں نہریں بہہ رہی تھیں اور ہر طرف خوبصورت خدمتگار چل پھر رہے تھے۔ یہ عجیب نظّارہ دیکھ کر میں ایک دَم حیران رہ گیا۔ تب امامؑ نے فرمایا: ہم جہاں کہیں بھی ہوں، اسی باغ میں ہوتے ہیں۔ اے سعید! جان لو کہ ہم اس وقت بھی بھکاریوں کی کٹڑی میں نہیں ہیں۔ پھر تین دن کے بعد متوکّل نے آپ کے لیے ایک مکان خالی کرایا اور آپ اس میں آ گئے۔ اس کے ساتھ ہی خلیفہ نے رزاقی کو اور اس کے بعد سعید کو پہرے پر لگا دیا۔ تاکہ عام مسلمانوں کو امامؑ کے پاس آنے جانے سے باز رکھا جا سکے۔ اس سختی کے علاوہ بھی متوکّل آپ کو طرح طرح سے پریشان کرتا رہتا تھا۔

انہی دنوں کچھ بُرے لوگوں نے مُتوکّل سے کہا کہ امام ہادیؑ کے مکان میں بہت سے خط، جنگی ہتھیار اور مال جمع ہے۔ یہ سب کچھ ان کو قُم (ایران) کے شیعوں نے بھیجا ہے۔ تاکہ وہ آپ پر چڑھائی کر کے حکومت پر قبضہ کر لیں۔ یہ سنتے ہی متوکّل نے فوج کا ایک دستہ آپ کے مکان پر بھیج دیا۔ انہوں نے رات کے اندھیرے میں امام کے گھر پر ہلّہ بول دیا۔ پھر بڑی دیر تک کونے کونے کی تلاشی لیتے رہے۔ ان کو وہاں سے

کوئی خط، ہتھیار اور مال نہ ملا۔ انہوں نے امامؑ کو ایک کمرے میں تنہا پایا۔ جہاں آپ دروازہ بند کیے ہوئے عبادت اور تلاوت میں مصروف تھے۔ اس وقت آپ اُون کا بنا ہوا کھردرا لباس پہنے ـــــ ایک چٹائی پر بیٹھے تھے۔ وہ لوگ اسی حال میں امام ہادیؑ کو خلیفہ متوکّل کے پاس لے گئے اور اس سے کہنے لگے: ہمیں ان کے گھر میں کوئی سامان وغیرہ نظر نہیں آیا۔ بس ہم نے تو وہاں ان کو قرآن پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

جونہی متوکّل کی نظر امام ہادیؑ پر پڑی، اس نے آپ کی بڑی آؤ بھگت کی اور اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ پھر شراب کا پیالہ جو اس کے ہاتھ میں تھا، وہ امامؑ کی طرف بڑھا دیا۔ تب آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میرے خون اور گوشت میں یہ چیز کبھی نہیں رچی، مجھے اس سے معاف رکھو۔

یہ سُن کر اس بے ادب نے وہ پیالہ پیچھے ہٹا لیا اور بولا: اچھا تو پھر آپ ہمیں شعر سنائیں:

امامؑ نے فرمایا: مجھے شعر بہت کم یاد ہیں۔

متوکل کہنے لگا: نہیں! شعر آپ کو ضرور سنانا پڑیں گے۔ اس وقت آپ نے یہ چند شعر پڑھے:

١ــــ بادشاہوں نے اُونچے اُونچے پہاڑوں پر محل بنائے۔
پھر ان پر بڑے بہادر لوگوں کو پہرے داری پر رکھا۔

پھر بھی وہ بادشاہ اپنے آپ کو موت کے منہ سے بچا نہ سکے۔

٢ــــ موت نے ان کو حکومت کے تخت اور عیش کے محل سے کھینچ کر قبر کے گہرے گڑھے میں ڈال دیا۔
ہاں قبر کیسا اندھیرا گھر اور کیسی دکھ کی جگہ ہے۔

٣ــــ جب وہ بادشاہ قبروں کی مٹی میں رل گئے تو ایک آواز آئی: کہاں ہیں وہ سونے کے کنگن؟ کہاں گئے وہ ہیرے موتی کے چمکدار تاج؟ اور کیا ہوئے وہ تمہارے جھلملاتے ریشمی لباس؟

٤ــــ کدھر گئے وہ چہرے۔ پہلے سے نِکھرے ہوئے چہرے کہ جو دربار میں پردے کے پیچھے رہتے اور پردے کے آگے دربان کھڑے ہوتے تھے۔

٥ــــ ان بادشاہوں کی آواز کہاں سے آتی۔ ہاں ان کی قبر نے یہ صدا بلند کی کہ: ان کے نِکھرے ستھرے چہرے کیڑوں نے کھا لیے اور ان کے سڈول بدن اب خاک ہو گئے ہیں۔

امام ہادیؑ کے اس کلام کا یہ اثر ہوا کہ متوکّل اور اس کے شرابی وزیر دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ شراب کو یہاں سے ہٹا دیا جائے۔ پھر اس نے امامؑ کو چار ہزار درہم نذر کیے اور عزّت کے ساتھ

گھر واپس پہنچا دیا۔

ابراہیم بن محمد طاہری کہتے ہیں: متوکّل کے بدن پر ایک پھوڑا نکل آیا، جس سے وہ بیمار ہو گیا۔ تب اس کی ماں نے یہ مَنّت مانی کہ اگر میرا بیٹا اس بیماری سے اچھا ہو گیا، تو میں امام ہادیؑ کو کچھ رقم نذر کروں گی۔

انہی دنوں متوکّل کے وزیر فتح بن خاقان نے اس سے کہا: اس بیماری کا بہت علاج ہو چکا اور کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اب امام ہادیؑ سے اس کی دوا پوچھنا چاہیے۔ شاید وہ آپ کو فائدہ دے جائے۔ مُتوکّل نے کہا: ہاں کسی آدمی کو ان کے پاس بھیج دو۔ پھر ایک آدمی امامؑ کے پاس گیا اور آپ کو ساری بات بتائی۔ آپ نے فرمایا: بکری کی مینگنیاں عرق گلاب میں ملا کر پھوڑے پر لیپ کر دو۔

جب اس نے آکر مُتوکّل کو یہ دوا بتائی تو اس کے درباری طرح طرح کی باتیں بتانے لگے۔ فتح بن خاقان بولا: ہونا تو یہ چاہیے کہ پہلے ہم اس دوا کو برتیں اور پھر اس کے بارے میں کچھ کہیں سنیں۔ تب انہوں نے امام ہادیؑ کی بتائی ہوئی دوا متوکّل کے پھوڑے پر لگائی۔ جس سے وہ چند دنوں میں بھلا چنگا ہو گیا۔ پھر اس کی ماں نے امامؑ کو دس ہزار

دینار بھیج کر اپنی مَنّت پوری کر دی۔ ادھر خود مُتوکّل نے بھی آپ کو پانچ ہزار دینار بھجوا دیے۔

ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ ایک درباری نے یہ چُغلی کھائی: امام ہادیؑ کے گھر میں بہت سا مال اور ہتھیار آئے ہیں۔ اس کی یہ بات سن کر خلیفہ کو یہ کہنا چاہیے تھا: ابھی تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ ان کے گھر کی تلاشی لی گئی ہے۔ وہاں سے کوئی مال اور ہتھیار نہیں نکلے —— اس لیے تمہارا یہ کہنا غلط اور نرا جھوٹ ہے۔ تب اس نے ایسی کوئی بات کہنے کی جگہ اپنے غلام —— سعید کو امامؑ کے گھر چھاپہ مارنے بھیج دیا۔

سعید کہتا ہے: جب لوگ سو گئے تو میں اپنے ساتھیوں کو لے کر آدھی رات میں امام ہادیؑ کے گھر جا پہنچا۔ پھر پچھواڑے سے سیڑھی لگا کر ہم چپ چپاتے اندر چلے گئے۔ ہم نے گھر بھر کی تلاشی لے ڈالی۔ وہاں نہ مال تھا نہ ہتھیار تھے۔ ہم نے امامؑ کو اُونی کپڑے پہنے ایک چٹائی پر بیٹھے خدا کا ذکر کرتے دیکھا۔

پھر یہ کہا: ہمیں دیناروں کی دو تھیلیاں اور ایک تلوار ملی تھی۔ جو ہم خلیفہ کے پاس لے گئے۔ ایک تھیلی

پر اس کی ماں کی مہر لگی تھی۔ اس نے بتایا کہ میں نے یہ مَنّت کے دینار امامؑ کو بھیجے تھے۔ دوسری تھیلی میں پانچ سو دینار تھے جو خود مُتوکّل نے امامؑ کو بھجوائے تھے۔ اس کے علاوہ ایک پرانی تلوار تھی جو امامؑ کے مصلّے کے نیچے سے نکلی تھی۔ اس نے پانچ سو کی تھیلی میں اتنے ہی اور دینار ڈال کر اسے بند کر دیا۔ پھر سعید کو حکم دیا: تم یہ دونوں تھیلیاں اور تلوار امام ہادیؑ کو واپس کر دو اور میری طرف سے مُعافی مانگو۔

سعید کہتا ہے: میں نے یہ چیزیں امامؑ کو واپس دیں اور معافی بھی مانگی۔

تب آپ نے فرمایا: جلد ہی ظالموں کو پتا لگ جائے گا کہ وہ کیسی جگہ پھینک دیے گئے ہیں۔

ایک بار متوکّل نے امام ہادیؑ کو اپنے محل میں بلوایا۔ اس کے ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ امامؑ کے راستے میں شیر چھوڑ دیے جائیں۔ پھر جب آپ وہاں پہنچے تو وہ شیر امامؑ کے چاروں طرف چکّر کاٹنے لگے۔ آپ بھی ان کے بدن پر پیار سے ہاتھ پھیر رہے تھے۔ جب آپ مُتوکّل سے مل کر واپس ہوئے تو ان شیروں نے پھر آپ کے سامنے گردنیں جُھکا دیں۔ اس طرح سے خلیفہ لوگوں کو دکھانا چاہتا تھا کہ امامؑ بھی دوسروں کی

طرح شیر چیتے سے ڈرتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے تمہارے جیسے ایک عام سے انسان ہیں۔ پھر کیوں ان کا ادب کیا جائے اور ان کا حکم مانا جائے۔ اس پر خدا نے امام ہادیؑ کی شان سب کے سامنے ظاہر کر دی۔

مُتوکّل جب تک زندہ رہا امام ہادیؑ سے اسی طرح دشمنی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۲۴۷ھ میں ترک سپاہیوں نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مُنتَصِر خلیفہ بنا۔ اس کی حکومت کو چھ ہی ماہ ہوئے تھے کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر مُستعین کو خلیفہ بنایا گیا اور تین سال بعد ترکوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ تب مُتوکّل کا بیٹا مُعتز ۲۵۱ھ میں مسلمانوں کا خلیفہ بنا۔ اس وقت امام ہادیؑ کو مدینہ سے سامراء آئے ہوئے آٹھ سال گزر چکے تھے۔

امام ہادیؑ کا وقت مُعتصم، واثق، مُتوکّل، مُنتصر، مُستعین اور مُعتز تک چھ عباسی خلیفاؤں کے ساتھ گزرا۔ پہلے مدینہ میں اور پھر سامراء میں انہوں نے آپ پر بے حد سختیاں کیں۔ پھر بھی آپ اپنے سیدھے راستے سے نہ ٹلے اور ان ظالموں کا ساتھ نہ دیا۔ اس لیے کہ آپ خدا کے بھیجے ہوئے سچے رہنما تھے۔ آپ نے ہر حال میں اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

یہی وجہ تھی کہ خلیفہ لوگ ان سچے رہنماؤں کے

جانی دشمن رہے ہیں۔ خلیفہ مُعتز جب اَور کچھ نہ کر سکا تو اس نے امام ہادیؑ کو زہر دلا کر شہید کر دیا۔ شہادت کے وقت آپ نے خُدا اور حضرت رسولؐ کے فیصلہ پر عمل کیا۔ وہ اس طرح کہ حضرت رسولؐ کی امانتیں اپنے بیٹے حسن عسکریؑ کو دیں اور ان کو اپنا جانشین بنا دیا۔ وہ امام ہادیؑ کے بعد اس اُمّت کے گیارہویں امام ہوئے ہیں۔

امام ہادیؑ ۳ر رجب ۲۵۴ھ کو شہید ہوئے۔ آپ کے جنازے پر سارا سامراء شہر امنڈ کے آیا۔ لوگ روتے ہوئے جنازے کے ساتھ چل رہے تھے۔ جب خلیفہ معتز کو خبر ملی تو لوگوں کو دکھانے کے لیے وہ بھی رونے پیٹنے لگا تھا۔ پھر وہ خود اور اس کے وزیر بھی وہاں آ گئے۔ آپ کی نماز جنازہ امام حسن عسکریؑ نے پڑھائی اور اپنے مکان ہی میں دفن کیا۔ بعد میں آپ کا شاندار روضہ بنایا گیا، جہاں دنیا بھر کے شیعہ اور دوسرے مسلمان زیارت کے لیے آتے ہیں۔

امام ہادیؑ کی اولاد میں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ امام حسن عسکریؑ ـــــ ۲۔ حسین ـــــ ۳۔ محمد

۴۔ جعفر ـــــ ۵۔ بی بی علیہ ـــــ یہ سب ایک ہی ماں سے ہوئے، جن کا نام بی بی سلیل تھا۔

امام ہادیؑ کے زمانے کے خلیفاؤں نے مدینہ اور پھر سامراء میں آپ پر بڑی سختیاں کیں۔ پھر بھی آپ اپنے ۱۸۵ شاگردوں کو خدا اور حضرت رسولؐ کے اصلی حکم سکھا اور سمجھا گئے۔ ہم ان میں سے چند ایک کے نام آپ کو بتا رہے ہیں:

۱۔ عبدالعظیم حسنی ۲۔ حسین بن سعید اہوازی

۳۔ فضل بن شاذان

ان لوگوں نے اور دوسرے شاگردوں نے امام ہادیؑ سے عِلم حاصل کرکے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔

امام ہادیؑ نے اہل بیتؑ میں سے ہونے والے پاک اماموں کے مزاروں پر حاضر ہونے والوں کے لیے ایک بڑی اچھی زیارت لوگوں کو سکھائی تھی۔ اس کا نام "زیارتِ جامعہ" ہے، جو آج تک پڑھی جا رہی ہے۔ اہل بیتؑ سے محبّت رکھنے والوں کو یہ زیارت سکھا کر امام ہادیؑ نے ان پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

آخر میں ہم آپ کو امام ہادیؑ کی فرمائی ہوئی چند باتیں بتانا چاہتے ہیں۔ تاکہ آپ خود بھی ان سے سبق سیکھیں اور دوسروں کو ان کی طرف توجہ دلائیں:

۱ـــ سچّا مسلمان وہ ہے جو گناہ سے بچتا رہے۔

۲ـــ جو آدمی تم سے کچھ پوچھے، اسے ٹھیک بتاؤ۔

۳ـــ خدا سے ڈرو، تاکہ لوگوں کا ڈر تمہارے دل میں نہ رہے۔

۴۔ سب سے اچھا صَدقہ یہ ہے کہ تم دو آدمیوں میں صُلح کرا دو۔

۵۔ لوگوں کے مال پر نظر نہ رکھو، تاکہ وہ تم کو اچھا سمجھیں۔

۶۔ کیا ہی اچھا ہے وہ آدمی، جو نیک لوگوں میں بیٹھتا ہے۔

۷۔ جو پوچھنا ہے کسی سمجھدار سے پوچھو، تاکہ پریشانی نہ ہو۔

۸۔ نیک کام بُری طرح کی موت سے بچاتے ہیں۔

اپنے بچوں کی معلومات کیلئے یہ الیکٹرانک کاپی بنائی جو مختلف جگہوں پر رہ رہے ہیں
طالب دعا
سید تنویر عباس
28 جون 2009